جو جانوروں کے مبادلے کو سرے سے صحیح ہی نہیں سمجھتے خواہ بیع کا معاملہ ہو یا قرض کا، اور بیع کی صورت میں ثمن ہاتھوں ہاتھ ملے یا ادھار رہے۔

لیکن آپ کو بھی اور جن عالم صاحب نے پراویڈنٹ فنڈ، سیونگ سرٹیفکیٹ دیا دیگر رقوم قرض، پر سُود کو محض اس ایک ضعیف و مرجوح روایت کے بل پر حلال کرنے کی سعی فرمائی ہے، انہیں بھی یہ بات پھر ایک مرتبہ اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ تفاضل کے جواز و عدم جواز کے جس اختلاف کا ذکر ابھی اُوپر ہوا ہے، یہ نقدی یا سونے چاندی سے بہر حال متعلق نہیں ہے اس کا تعلق محض حیوانات یا کچھ دوسری اشیاء سے ہے۔ چودہ سو سال میں علمائے امّت کا سلف سے خلف تک کامل اتفاق ہے کہ درہم و دینار اور روپے پیسے کے نقد یا قرض لین دین میں اضافہ و تفاضل کی پیشگی شرط قطعی سُود ہے اور حرام ہے۔ اس متفق علیہ مسلک کی بنیاد کتاب و سنّت کے نہایت صریح اور محکم نصوص پر قائم ہے۔ کوئی شخص کمزور ہتھیاروں کے ساتھ اس بنیاد کو ہرگز منہدم یا متزلزل نہیں کر سکتا۔

(ج - ع)

---

# افتراقِ امّت اور فرقۂ ناجیہ

سوال: میں اس حدیث کے سلسلے میں رہنمائی کا طالب ہوں جو تہتر فرقوں سے متعلق ہے اور جس میں مذکور ہے کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی دوزخی ہوں گے۔ کیا یہ حدیث صحیح و قوی ہے یا ضعیف و موضوع ہے۔

اگر یہ حدیث صحیح ہے تو نجات پانے والا فرقہ کونسا ہے اور کیا اس کے ماسوا سارے فرقے کچھ نہ کچھ عرصہ کے لیے دوزخ میں ڈالے جائیں گے؟ بظاہر یہ بات بڑی پریشان کن اور خوفناک ہے کہ اس امت کی اکثریت آگ کے عذاب سے محفوظ نہ رہے اور دوزخ کی مستحق قرار پائے۔

جواب: افتراقِ امت سے متعلق جس حدیث کے بارے میں آپ نے دریافت کیا ہے

وہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تو موجود نہیں ہے، البتہ سنن ابی داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں آئی ہے ابو داؤد (کتاب السنۃ) کی ایک روایت میں اس کے الفاظ یہ ہیں:

افترقت الیھود علی احدی او ثنتین وسبعین فرقۃ وتفرقت النصاری علی احدی او ثنتین وسبعین فرقۃ وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ۔

دوسری روایت میں اتنا زائد ہے: ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے ۷۱ یا ۷۲ فرقے بنے اور میری امت کے ۷۳ فرقے ہونگے جن میں سے ۷۲ آگ میں ہونگے اور ایک جنت میں اور جنتی گروہ وہ ہے جو "الجماعۃ" ہے۔

ترمذی کی روایت میں الجماعۃ کے بجائے "ما انا علیہ واصحابی" کے الفاظ ہیں، یعنی وہ ملت جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں"

امام ترمذی نے اس حدیث کو "حسن غریب" قرار دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صحیح کے مرتبے کو نہیں پہنچتی۔ اس کا راوی منفرد ہے تاہم دیگر شرائط کے لحاظ سے یہ حسن یعنی حسن ظن اور اعتماد کی مستحق ہے۔ محدثین کا کسی حدیث کو صحیح قرار نہ دینا ایک خاص فنی یا اصطلاحی مفہوم رکھتا ہے۔ اس کا مطلب فقط یہ ہوتا ہے کہ اس کی سند صحت کے اعلیٰ ترین معیار پر پوری نہیں اترتی، لیکن اس سے اس حدیث کا ضعیف یا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

جہاں تک اس حدیث کے متن کے پہلے حصے کا تعلق ہے اُس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ قرآن، حدیث اور لغتِ عرب میں کئی مثالیں ایسی موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ عربی میں ستر یا کچھ اوپر ستر کا عدد دراصل کثرتِ تعداد کے لیے ضرب المثل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس سے متعین طریق پر کوئی گنتی مراد نہیں ہوتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مدعا یہ تھا کہ یہود و نصاریٰ میں بھی کچھ کم گروہ پیدا نہیں ہوئے لیکن تم اُن سے بھی بازی لے جاؤ گے اور ظاہر ہے کہ جو امت آخری ہے اور قیامت تک خاتم اور باقی رہنے والی ہے اُس میں اگر پہلی امتوں سے زائد فرقے پیدا ہوں تو یہ کوئی ناممکن یا عجیب بات نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ اتنے کثیر فرقوں کا وجود ہر زمانے میں ہوگا، بلکہ مراد

یہ ہے کہ فرقے بکثرت بنتے اور مٹتے رہیں گے۔

حدیث کے دوسرے حصے کے بارے میں البتہ دو سوال پیدا ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ کونسا فرقہ ہے جسے جنت کی بشارت دی گئی ہے؟ دوسرا یہ کہ امتِ محمدیہ کا باقی حصہ اور بظاہر بہت بڑا حصہ اس بشارت کا مستحق کیوں نہ ہوگا؟ ان سوالات کا جواب یہ ہے کہ جس فرقے کو حدیث میں جنتی قرار دیا گیا ہے اس کا اطلاق ان فرقوں میں سے کسی ایک فرقے کے ہر کس و ناکس پر کرنا صحیح نہیں ہے جو مخصوص اور معروف ناموں کے ساتھ اس زمانے میں موجود ہیں یا پہلے کسی زمانے میں موجود تھے۔ ان میں سے کوئی بھی فرقہ اپنی امتیازی شان کے ساتھ عہد رسالت میں موجود نہ تھا کیونکہ اُس دورِ سعادت میں وہ سیاسی، اجتہادی اور کلامی اختلافات رونما ہی نہ ہوئے تھے جو بعد میں فرقوں کی تخلیق کا موجب بنے۔ اس لیے صحابہ کرام بلکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے بارے میں بھی یہ کہنا بالکل بے محل معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان فرقوں یا گروہوں میں سے کسی خاص گروہ میں شامل تھے۔

میرا ناقص گمان یہ ہے (واللہ اعلم بالصواب) کہ جس جنتی گروہ کی نشان دہی فرمانِ نبوی میں کی گئی ہے اس میں امتِ محمدیہ کے ہر طبقے کے افراد شامل ہوں گے اور اس کی تشکیل و ترتیب قیامت کے روز ہوگی۔ اُس جنتی گروہ کی متعین صفات حدیث میں بیان کر دی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اس گروہ کے افراد اُس راستے پر مضبوطی سے گامزن رہیں گے جو نبیؐ اور اس کے اصحاب کا راستہ ہے (ما انا علیہ واصحابی)، اور جو اس نظامِ جماعت سے وابستہ رہیں گے یا اس کے قیام و بقا کے لیے کوشاں رہیں گے جسے الجماعۃ کا نام دیا گیا ہے اور قیامت تک جس کے غلبہ و وجود کی بشارت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم و عدل کی بنا پر حشر کے روز اس پوری امت میں سے چھانٹ چھانٹ کر اس جنتی گروہ کو مرتب فرمائے گا۔ اسی گروہ میں اللہ کا نبی، اُس کے صحابہ اور اس امت کے سارے مخلصین، مصلحین اور صالحین ہوں گے، خواہ وہ دنیا میں حنفی یا شافعی یا مقلد یا غیر مقلد کہلاتے رہے ہوں یا وہ مسلمانوں کے متعارف فرقوں میں سے کسی فرقے کی جانب منسوب نہ کیے گئے ہوں

ہر مومن کی دُعا یہ ہونی چاہیے کہ اسے اللہ اس گروہ میں شمولیت کا شرف عطا فرماتے اور محمدؐ اور اس کے اصحاب و اتباع کی معیت نصیب فرماتے۔

یہ خیال کرنا بھی صحیح نہیں ہے کہ اگر ایک گروہ جنتی ہو اور ۷۱ یا ۷۲ گروہ دوزخی ہوں تو گویا اکثریت دوزخی ہوتی۔ فرض کیجیے کہ مسلمانوں کا سوادِ اعظم حق پر ہو اور بے شمار چھوٹے چھوٹے فرقے گمراہیوں کی بنیاد پر بنتے بگڑتے رہیں تو ان فرقوں کے افراد کی مجموعی تعداد سوادِ اعظم کے افراد کی تعداد سے بہت کم رہے گی۔ اس لیے محض فرقوں کے اعداد کو سامنے رکھ کر اکثریت و اقلیت کا فیصلہ کرنا بداہتہً غلط ہے۔ کروڑوں آدمیوں کی صحیح المسلک جماعت اگر ایک طرف ہو اور بہت سی گمراہ ٹکڑیاں دوسری طرف ہوں جن کی مجموعی تعداد چند لاکھ سے متجاوز نہ ہو، تو ظاہر ہے کہ نجات پانے والے اکثریت میں ہوں گے، نہ کہ اقلیت میں۔

---

## ضروری گذارش

ترجمان القرآن کے خریدار حضرات سے ضروری التماس ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں جو ان کے پتہ کی چٹ پر درج ہوتا ہے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

مینجر ترجمان القرآن لاہور

---